www.emarsiya.com

★ مرثیہ ۶

اے حُسنِ بیاں آئینۂ حُسن دکھا دے

۱

اے حُسنِ بیاں آئینۂ حُسن دکھا دے
اے طبعِ رسا جادۂ مقصود بتا دے
اے فیضِ سخن باغ مضامیں کا کھلا دے
اے بلبلِ سدرہ سبقِ نظم پڑھا دے
گل رنگ عزا خانہ ہو جنت کے چمن سے
یہ بزم مہک جائے گلِ باغِ حسن سے

۲

وہ کون سمن بر ہے کہ مہمانِ جناں ہے
وہ کون ہے شمشاد جو مرنے کو رواں ہے
وہ غنچہ دہن کون ہے جو تشنہ دہاں ہے
وہ کون گلِ تر ہے کہ پامال خزاں ہے
وہ کون شجر ہے کہ تبر جس پہ چلیں گے
وہ کون ہے سب جس کے لیے ہاتھ ملیں گے

۳ مطلع

جب صبحِ شبِ قتل ہوئی رن میں نمودار
آفت میں گھرا لختِ دلِ حیدرِؑ کرار
قربان ہوئے دوست تصدق ہوئے غم خوار
قاسمؑ رہے اور اکبرؑ و عباسؑ علمدار
اک دم میں دلیروں کا لہو بہہ گیا رن میں
بس تین جواں رہ گئے ہفتاد دو تن میں

۴

اس وقت سے رخصت کے نہ ملنے کا جو تھا غم
استادہ تھا فرزندِ حسنؑ سر کو کیے خم
آنکھوں کے تلے تیرہ و تاریک تھا عالم
روتا تھا لہو دل پہ چھری چلتی تھی ہر دم
سامان مہیّا تھے عدم کے سفری کے
مرنے کی سند پائی تھی بازو پہ جری کے

۵

بس تابِ اس کے دلِ بیتاب کو آئی
تحریرِ وصیّت شہِ عالم کو دکھائی
پڑھتے ہی اُسے شاہ کو رقت بہت آئی
آنکھوں سے سند بھائی کی حضرت نے لگائی
حالت ہوئی تغییر شہِ تشنہ دہن کی
آنکھوں کے تلے پھر گئی تصویر حسنؑ کی

۶

اک آہ کی اُس فخرِ مسیحائے زمن نے
سر رکھ دیا قدموں پہ جگر بندِ حسنؑ نے
لپٹا لیا سینہ سے شہِ تشنہ دہن نے
آغوشِ تمنّا میں لیا گل کو چمن نے
قاسمؑ کو لیے سرورِ جن و بشر آئے
روتے ہوئے خیمہ میں شہِ بحر و بر آئے

۷

تعظیم کو استادہ ہوئیں بیبیاں یک بار
منہ تکنے لگی یاس سے زینب جگر افگار
کی عرض یہ کیا حال ہے یا سیّدِ ابرار
رُخ زرد ہے اور خون سے پوشاک ہے گلنار
یہ دیکھ کے ماں جائی کو کس طرح کل آئے
نزدیک ہے یہ منہ سے کلیجہ نکل آئے

www.emarsiya.com

۸

اب کس کی جدائی کا قلق دل پہ ہے طاری
کس شیر کی جاتی ہے سوئے دشت سواری
کس پیارے کے سر پیٹنے کی اب آئی ہے باری
کیا صدمہ ہے فرمائیے اے عاشقِ باری
ہستی کے چمن کا نہ کہیں رنگ بدل جائے
ایسا نہ ہو دم آپ کا گھبرا کے نکل جائے

۹

ارشاد کیا شاہ نے اے زینبؑ مضطر
جاتا ہے جہاں سے جگرِ حضرتِ شبرؑ
کیونکر نہ گرے کوہِ الم میرے جگر پر
چھٹتا ہے میری گود کا پالا ہوا دلبر
سب مر چکے اب جینے سے تنگ آئے ہیں قاسمؑ
مرنے کی سند پاس مرے لائے ہیں قاسمؑ

۱۰

تقدیر کا لکھا یہ وصیت ہے حسنؑ کی
خط ہے کہ مشیت ہے خداوندِ زمن کی
نسبت غم و شادی سے ہے اس غنچہ دہن کی
وہ وقت ہے دُولھا بنے اور راہ لی رن کی
پابندِ مقدر دلِ رنجور ہے زینبؑ
بھائی کی وصیت مجھے منظور ہے زینب

۱۱

جنت کے مسافر کا کرو فاطمہؑ سے بیاہ
شادی کا سرانجام کرو زینبِ ذی جاہ
مشتاقِ شہادت کو بناؤ ابھی نوشاہ
خیمہ کو کرو رشکِ وہ حجلۂ دل خواہ
مٹ جائے گی تصویر کوئی دم میں حسنؑ کی
حسرت نہ دلِ زار میں رہ جائے دلہن کی

۱۲

جس طرح بھتیجا یہ میرا تشنہ دہن ہے
کبریٰ پہ وہی پیاس کا صدمہ ہے محن ہے
یاں جوڑے شہانی کے عوض رختِ کفن ہے
پوشاکِ عزا کے لیے ناشاد دلہن ہے
لاش اس کی تو بے گور بیاباں میں رہے گی
محبوس دُلہن خانۂ زنداں میں رہے گی

۱۳

ماں قاسمؑ نوشہ کی کدھر ہے ادھر آئے
دُولھا کوئی دم کے لیئے قاسمؑ کو بنائے
شادی میں کسی طرح کا وسواس نہ لائے
جو رسم کہ اس گھر کی ہو آکر وہ بتائے
اس پھول کو پروان چڑھا دیکھ لے بھابی
فرزند کا سہرا تو بھلا دیکھ لے بھابی

۱۴

فرزند کی شادی کا رہے دل میں نہ ارماں
دنیا میں یہ ناشاد کوئی دم کا ہے مہماں
اس وقت میں مشکل ہے خوشی رنج ہے آساں
اک دم میں نہ دُولھا ہے نہ یہ بیاہ کا ساماں
گلزارِ جوانی کا نہ پھل پائیں گے قاسمؑ
نوشاہ بنے پیشِ خدا جائیں گے قاسمؑ

۱۵

جس وقت سنی مادرِ قاسمؑ نے یہ تقریر
بولی کہ زہے لطف نثارِ شہِ دلگیر
کیا خوب ہے یا شاہ میرے لال کی تقدیر
فرماتے ہیں خود قبلۂ دیں بیاہ کی تدبیر
نادار ہوں قدرت ہے نہ مقدور ہے مجھ کو
جو مرضیِ اقدس وہی منظور ہے مجھ کو

۱۶

ہے شورِ قضا گرم ہے اب موت کا بازار
ہر شخص ہے مرنے پہ کمر باندھ کے تیار
جیتا نہ بچے گا کوئی جُز عابدِ بیمار
یہ عقد کا ہنگام ہے یا سیّدِ ابرار
نوشاہ جو مقتولِ ستم ہوئے گا مولا
یہ دوسرا اندوہ الم ہوئے گا مولا

۱۷

کن ہاتھوں سے رنڈسالہ پہناؤں گی میں اس کو
کن آنکھوں سے یہ حال دکھاؤں گی میں اس کو
کس طرح سے آفت سے بچاؤں گی میں اس کو
زنداں میں کہاں جاکے چھپاؤں گی میں اس کو
کس گوشہ میں بٹھلاؤں گی اس غنچہ دہن کو
لے جاؤں گی کیونکر سرِ دربار دلہن کو

۱۸

شہ نے کہا کیا کہتی ہو اے بانوئے غمخوار
اس امر میں ہے مصلحتِ ایزدِ غفار
مقتول ہو رن میں حسنؑ پاک کا دلدار
بیوہ ہو مری فاطمہ کبریٰ جگر افگار
غم واسطے شادی کے ہے شادی پئے غم ہے
دنیا میں سدا راحت و اندوہ بہم ہے

۱۹

اس بیاہ میں فرمانِ مشیّت کا اثر ہے
اس شادیِ پُرغم میں قیامت کا اثر ہے
اس عقدۂ لاحل میں مصیبت کا اثر ہے
اس راحتِ یک لحظہ میں آفت کا اثر ہے
در بند ہوئے شادیِ اولادِ علیؑ کے
برسوں کو اٹھا بیاہ گھرانے سے نبیؐ کے

۲۰

القصہ عزا خانے میں یہ بیاہ رچایا
فی الفور دُلہن فاطمہؑ کبرا کو بنایا
قاسمؑ کو اُدھر خلعتِ شاہانہ پہنایا
پھولوں سے گُلِ باغِ پیمبرؐ کو بسایا
بہنیں سرِ نوشہ پہ آنچل کو اوڑھا کر
مسرور ہوئیں مسندِ زرّیں پہ بٹھا کر

۲۱

سہرے نے کرن مہر کی نظروں سے گرادی
سب بزمِ طرب پھولوں کے ہاروں نے بسادی
صدقے ہوئی کوئی کسی بی بی نے دعا دی
ہر سمت یہ تھا شور مبارک ہو یہ شادی
یہ کوکبِ اقبال چمکتا رہے یا رب!
یہ نو گلِ اجلال مہکتا رہے یا رب!

۲۲

شادی کا جو سامان ہوا سوگ کے گھر میں
تصویرِ اجل پھر گئی قاسمؑ کی نظر میں
ماں سکتے میں تھی اشک بھرے دیدۂ تر میں
اک نیشِ الم تھا کہ کھٹکتا تھا جگر میں
کہتی تھی ہر اک رو کے قاسمؑ کی بلا ہو
دھڑکا ہے یہی دیکھیے انجام بھی کیا ہو

۲۳

صیغہ شہِ بیکس نے پڑھا با دلِ مغموم
رانڈوں میں مبارک کی سلامت کی ہوئی دھوم
ہاتف کی ندا آئی کہ ہاں سب کو ہو معلوم
یہ دولھا دُلہن راحت و عشرت سے ہیں محروم
روتے ہوئے باہر شہِ والا نکل آئے
تھامے ہوئے ہاتھوں سے کلیجا نکل آئے

www.emarsiya.com

۲۴

اس دم تھا عجب خیمۂ شبیرؑ میں عالم
اک سمت کو شادی تھی اور اک سمت کو ماتم
چوگرد وہ اہلِ حرم سیّدِ اکرم
وہ بیچ میں نوشاہ سرِ پاک کیے خم
کہتی تھی قضا کس لیے یہ شکل بنی ہے
اک دم میں نہ شادی نہ بیاہی نہ بنی ہے

۲۵

ماں بولی یہ جشن اے مرے ذی جاہ مبارک
یہ عقد سزاوار ہو یہ بیاہ مبارک
یہ نیک گھڑی اے مرے نوشاہ مبارک
یہ چاند سی بنڑی تجھے اے ماہ مبارک
گردش سے زمانے کی رہو امن و اماں میں
قایم رہے والی کا مرے نام جہاں میں

۲۶

تھا شور کہ بے مثل یہ دولھا یہ دلھن ہے
وہ بنتِ حسینؑ اور یہ فرزندِ حسنؑ ہے
وہ صیدِ اجل ہے یہ گرفتارِ محن ہے
یہ چاند وہ سورج ہے یہ نکہت وہ چمن ہے
وہ بیکس و مغموم ہے دادا کے چلن پر
یہ صابرہ ہے فاطمہ زہراؑ کے چلن پر

۲۷

ناگاہ اٹھا شورِ مبارز طلبی کا
کیوں جنگ میں ہے دیر یہ گویا ہوئے اعدا
یہ سنتے ہی فق ہو گیا نوشاہ کا چہرا
اک نالۂ پُر غم دلِ پُر درد سے کھینچا
چپکے سے کہا ماں سے کہ اب دیر ستم ہے
اے والدہ صاحب دمِ امداد و کرم ہے

۲۸

سنتی ہیں مبارز طلبی کرتے ہیں کفار
تنہا شہِ والا ہیں نہ یاور ہیں نہ انصار
اب کوئی نہیں سبطِ پیمبرؐ کا مددگار
یا اکبرؑ و عباسؑ ہیں یا ہیں جگر افگار
پردیس میں حضرتؑ پہ مصیبت یہ پڑی ہے
آفت کا ہے ہنگام قیامت کی گھڑی ہے

۲۹

فریاد ہے کس سے کہوں قسمت کی برائی
سب مر گئے میں نے نہ رضا مرنے کی پائی
کس کس نے نہ میداں میں جاں اپنی گنوائی
کیا قہر ہے باری مرے مرنے کی نہ آئی
اب بھی نہ اگر اذنِ وغا پاؤں گا اماں
میں آپ گلا کاٹ کے مر جاؤں گا اماں

۳۰

افسوس کہ حُر فوجِ ستم سے ادھر آیا
آتے ہی شہادت کا شرف شاہؑ سے پایا
ہر یاورِ سلطانِ امم خوں میں نہایا
خوش ہو کے عزیزوں نے بھی سر رن میں کٹایا
پہنچے رفقائے شہِ دیں باغِ ارم میں
جانا تھا جہاں رہ گئے ہم رنج و الم میں

۳۱

مسلمؑ کے یتیموں نے رضا مرنے کی پائی
زینبؑ کے بھی فرزند ہوئے شہ کے فدائی
اس وقت میں کی سب کے مقدر نے رسائی
حسرت رہی ہم سے نہ کوئی بات بن آئی
کیا کیا نہیں رہ رہ کے خیال آتے ہیں دل میں
ارمان جو ہیں دل کے رہے جاتے ہیں دل میں

www.emarsiya.com

۳۲

حل کیجئے اب آپ میرا عقدۂ مشکل
ہو شہؑ سے کسی طرح رضا مرنے کی حاصل
فدوی کو یہ ہے رنج کہ قابو میں نہیں دل
سینہ میں تڑپتا ہے جگر صورتِ بسمل
یہ صبر کا موقع ہے تحمل کی یہ جا ہے
اماں یہ رضا احمدؐ و زہراؑ کی رضا ہے

۳۳

ارشاد کیا ماں نے یہ کیا کہتے ہو واری
اب ساس ہیں صدقے گئی مختار تمہاری
وہ سب کی ہیں سردار وہ مالک ہیں ہماری
لو کرتی ہے گھونگھٹ میں دلہن گریہ وزاری
تسکین و دلاسا دو اس آوارہ وطن کو
پہلے یہ مناسب ہے کہ سمجھاؤ دلہن کو

۳۴

اب تم سے زیادہ مجھے کبراؑ کی ہے الفت
ہے ہے دلِ نازک پہ یہ اندوہ یہ آفت
یہ بیاہ یہ بچپن یہ رنڈاپے کی مصیبت
ہے قہر یہ رخصت یہ جدائی ہے قیامت
سینے میں جگر رنج سے پھٹ جائے گا اس کا
جاؤ گے جو تم تخت الٹ جائے گا اس کا

۳۵

گھونگھٹ میں بنی روتی ہے سمجھا کے سدھارو
کلمہ کوئی تسکین کا فرما کے سدھارو
رہنے کا ٹھکانا کہیں فرما کے سدھارو
گوشے میں دلہن کو کہیں بٹھلا کے سدھارو
تم چھوٹتے ہو عالمِ تنہائی ہے اس پر
اس سن میں رنڈاپے کی بلا آئی ہے اس پر

۳۶

یہ سنتے ہی اک ابرِ الم قلب پہ چھایا
سر شرم سے اس کشتۂ حسرت نے جھکایا
کبراؑ کے قریب آکے یہ چپکے سے سنایا
تقدیر سے یہ بیاہ ہمیں راس نہ آیا
میداں میں نہ جنگل میں نہ اب گھر میں ملیں گے
بچھڑے ہوئے اس روز کے محشر میں ملیں گے

۳۷

للہ سرِ پاک کو زانو سے اٹھاؤ
گھونگھٹ کو اٹھا کر مجھے دیدار دکھاؤ
مشتاق کو آواز تو اک بار سناؤ
دل میرا بھر آتا ہے تم آنسو نہ بہاؤ
کچھ دیر میں منھ اشکوں سے دھو لیجیو صاحب
لاشے پہ مرے خوب سا رو لیجیو صاحب

۳۸

تنہا نہ تمھیں چھوڑ کے میدان میں جاتا
ناچار ہوں ناچار ہوں کچھ بن نہیں آتا
حضرت سے زمانہ ہے عزیزوں کو چھڑاتا
آقا میرا دم لینے کی مہلت نہیں پاتا
مرنے کے لیے اکبرؑ و عباسؑ بہم ہیں
اس وقت عجب طرح کی تشویش میں ہم ہیں

۳۹

عباسؑ کے مرنے کا الم دیکھ سکوں گا
اکبرؑ سے جواں مرگ کا غم دیکھ سکوں گا
حضرت کا سرِ پاک قلم دیکھ سکوں گا
ناموسِ پیمبرؐ پہ ستم دیکھ سکوں گا
ہوں خوں میں تر مصلحتِ وقت یہی ہے
ہنگامِ وغا وقت اجازت طلبی ہے

www.emarsiya.com

۴۰

کیا خاک رہا جب نہ رہے احمدِؐ مختار
نالاں گئیں اس بزم سے زہراؑ جگر افگار
مسجد میں ہوئے خون میں تر حیدرِ کرارؑ
دنیا سے اُٹھے والدِ ماجد بدلِ زار
اک دم میں چچا جان کا لشکر ہُوا خالی
دیکھا کیے آنکھوں سے بھرا گھر ہوا خالی

۴۱

افسانۂ دنیائے دُنی ہوش ربا ہے
آغاز جو راحت ہے تو انجام بلا ہے
بندہ وہی بندہ ہے جو پابندِ رضا ہے
رخصت کرو ہم کو کہ گلوگیر قضا ہے
حاصل نہیں کچھ اس سے اگر نوحہ گری کی
کھوٹی نہ کرو راہ عدم کے سفری کی

۴۲

کیں یاس کی باتیں جو دل و جان حسنؑ نے
دامانِ قبا تھام لیا رو کے دُلہن نے
چپکے سے یہ کی عرض تب اس غنچہ دہن نے
ہے ہے عجب اندوہ دیئے چرخِ کہن نے
جاتے ہو کہاں کس پہ مجھے چھوڑ کے صاحب
منھ موڑتے ہو آس مری توڑ کے صاحب

۴۳

صاحب مرے رہنے کا ٹھکانا تو بتاؤ
والی مجھے صدمے سے اسیری کے بچاؤ
لِلّٰہ مجھے خاک کے پردے میں چھپاؤ
جاؤ پہ مری قبر بناتے ہوئے جاؤ
دم نکلے تو دل کا مرے ارمان نکل جائے
مانگو یہ دُعا تن سے مری جان نکل جائے

۴۴

یہ سُنتے ہی بیتاب ہوئے قاسمؑ پُرغم
رو کر کہا سمجھاؤ دلِ زار کو اس دم
تقدیر سے کیا زور ہے مجبور ہیں اب ہم
امت کا بھلا اس میں ہے اے صاحبِ ماتم
آخر دلِ بیتاب ٹھہر جائے گا صاحب
کچھ دن کا یہ صدمہ ہے گزر جائے گا صاحب

۴۵

پھر دے کے نشانی قبا یوں کیا ارشاد
بے نام و نشاں کی یہ نشانی ہے رہے یاد
پھاہا ہے یہ گویا پئے زخمِ دلِ ناشاد
چھینے دمِ غارت جو ردا بانیِ بیداد
تم بلوے میں مُنھ اس سے چھپا لیجیو صاحب
اس پردے میں بس یاد ہمیں کیجیو صاحب

۴۶

یہ کہہ کے اُٹھے روتے ہوئے ٹیک کے تلوار
رخصت کی ہوئی دھوم ہوا حشر نمودار
مایوس ہوئے سب حرمِ احمدِ مختار
بہنوں کی یہ تھی قاسمِؑ نوشاہ سے گفتار
تسلیم دل افگاروں کی لیتے ہوئے جاؤ
حق نیگ کا بھیّا ہمیں دیتے ہوئے جاؤ

۴۷

بیتاب تھی اس وقت بہت بانوئے سرور
قاسمؑ کو گلے آکے لگاتی کبھی رو کر
لپٹا کے گلے فاطمہ کبراؑ کو وہ مضطر
کہتی تھی کہ ہے ہے مرے بچے کا مقدر
تقدیر میں منھ اشکوں سے دھونا تھا میں واری
اک دم کے لیے بیاہ کا ہونا تھا میں واری

www.emarsiya.com

۴۸

ہے ہے مرے بچے تجھے قسمت نے رُلایا
ہے ہے مرے پیارے نے عجب داغ اٹھایا
یہ بیاہ مرے لاڈلے کو راس نہ آیا
نوشاہ تجھے بیاہ کے لے جا نہ پایا
یہ بیاہ زمانے سے نرالا ہی ہوا ہے
چوتھی ہوئی بنڑے کی نہ چالا ہی ہوا ہے

۴۹

یوں درد سے گریاں تھی ادھر بانوئے مغموم
رخصت ہوئے اک اک سے یہاں قاسمؑ مظلوم
مرنے کو چلا لختِ دلِ سیّدِ معصوم
اس وقت یہ خیمے میں ہوئی چار طرف دھوم
فریاد بڑا داغ دیے جاتے ہیں قاسمؑ
لو فاطمہؑ کو رانڈ کیے جاتے ہیں قاسمؑ

۵۰

ماں کہتی تھی صورت تو دکھاتے ہوئے جاؤ
کب آؤ گے واری یہ بتاتے ہوئے جاؤ
رُوٹھی ہے دلہن اس کو مناتے ہوئے جاؤ
بُو سہرے کی لڑیوں کی سونگھاتے ہوئے جاؤ
کس وقت سواری مری جان آئے گی رن سے
قربان گئی کیا کہے جاتے ہو دلہن سے

۵۱

اے لال تری چاند سی صورت کے میں صدقے
کس یاس سے منہ تکتے ہو غربت کے میں صدقے
کس وقت میں سر دیتے ہو ہمت کے میں صدقے
اے میرے بہادر! تری جرأت کے میں صدقے
فاقوں میں چلے لشکرِ سرہنگ پہ بیٹا!
پروانگی چڑھتے ہی چڑھی جنگ پہ بیٹا!

۵۲

تر خون میں ہو جائے گا جوڑا یہ شہانا
یہ وقت شہادت کا یہ شادی کا زمانا
رہ جائے گا اس بیاہ کا دنیا میں فسانا
صدقے گئی اس پردے میں تھا موت کا آنا
خنجر الم و غم کا مرے دل پہ پھرے گا
سہرا ترے چہرے کا جو کٹ کٹ کے گرے گا

۵۳ مطلع

پائی جو رضا سروِ ریاضِ حسنیؑ نے
کی آہ جگر تھام کے گھونگھٹ میں بنی نے
ہتھیار سجے تن پہ شجاعت کے دھنی نے
بیتاب کیا ولولۂ تیغ زنی نے
خیمہ سے مہِ برجِ تجلّی نکل آیا
نور آنکھ سے سینے سے کلیجا نکل آیا

۵۴

اک بار جو کرسی پہ شہِ عرش نشیں کو
تسلیم کی آداب سے جھک کر شہِؑ دیں کو
خورشید نے پُر نور کیا خانۂ زیں کو
دی حق نے جگہ رحل پہ قرآن مبیں کو
رہوار کی تیزی سے اڑے ہوش پری کے
دل کھل گئے جھونکوں سے نسیمِ سحری کے

۵۵

شمشادِ گلستانِ حسنؑ ہے یہ دلاور
دلبندِ شہِ قلعہ شکن ہے یہ دلاور
ممتازِ دلیرانِ زمن ہے یہ دلاور
آئینۂ صولت ہمہ تن ہے یہ دلاور
نو لاکھ پہ ہے صاحبِ شمشیر کی آمد
چلاتے ہیں روباہ کہ ہے شیر کی آمد

www.emarsiya.com

۵۶ مطلع

میداں میں جس دم گلِ باغِ حسنؑ آیا
تولے ہوئے تلوار کو وہ تیغ زن آیا
جانا یہ سبھوں نے شہِ خیبر شکن آیا
اِک بار یہی سب کی زباں پر سخن آیا
دل تیرِ الم سے نہ ہو افگار کسی کا
سرسبز خدا رکھے یہ گلزار علیؑ کا

۵۷

اس دم یہ رجز پڑھنے لگا قاسمِ ذیجاہ
اے قوم دغا پیشہ وا فرقۂ گمراہ
جو مجھ سے نہ آگاہ ہو اس وقت ہو آگاہ
دادی مری ہے فاطمہ بنتِ نبیؐ اللہ
بیگانے ہو تم اور میں یگانہ ہوں نبیؐ کا
بیٹا جو حسنؑ کا ہوں تو پوتا ہوں علیؑ کا

۵۸

دی حق نے مجھے قوتِ بازوئے ید اللہ
مَیں حُسنِ خدا داد میں ہوں رشکِ دہِ ماہ
خلقِ حسنی حصہ میں رکھتا ہوں میں ذی جاہ
مظلومی سے بھی اپنی تمھیں کرتا ہوں آگاہ
یہ بات تو واللہ دو عالم پہ جلی ہے
عمو میرا مظلوم حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

۵۹

بولا پسرِ سعد کہ ازرق کو بلاؤ
اور خلعتِ زرتار بھی اس کے لیے لاؤ
سب مل کے نشانِ حسنؑ اس دم نہ مٹاؤ
ٹکے سے جو ہو رزم جواں لطف اٹھاؤ
سب بولے کہ زینبؑ کے بھی لڑکے تو تھے لڑکے
مارے گئے پھر کیسے جوانوں سے وہ لڑکے

۶۰

خود خیمۂ ازرق میں یہ سُن کر عمر آیا
اس فتنۂ بیدار کو واں خواب میں پایا
فتنہ نے غرض فتنۂ خفتہ کو جگایا
بیدار ہوا وہ تو عمر نے یہ سنایا
اک شیر کے مانند کھڑا جھوم رہا ہے
قاسمؑ سے تو اس دم ہو مقابل تو بجا ہے

۶۱

ہنس ہنس کے کہا ازرقِ شامی نے یہ سن کر
کیا قہر ہے لے وائے تری عقل کے اوپر
افسوس کہ زندہ نہیں اس عہد میں حیدرؑ
البتہ دکھاتا میں انھیں تیغ کے جوہر
ہنستا ترا ہر وقت نہیں بھاتا ہے مجھ کو
لڑکے سے تو لڑتے ہوئے ننگ آتا ہے مجھ کو

۶۲

یُوں ہی تجھے لڑنے کو نہیں بھیجتا حاشا
تو جا کے ذرا دُور سے صورت اسے دکھلا
دیکھو تو وہ ڈر جاتا ہے یا جی سے کڑاتا
ثابت تو یہ ہوتا ہے کہ تلوار کرے گا
لڑکا ہے ابھی مجھ کو یقیں ہے کہ وہ ڈر جائے
اغلب ہے کہ آمد ہی تری دیکھ کے مر جائے

۶۳

وہ بولا اگر یُوں ہے تو اے صاحبِ لشکر
بیٹے ہیں مرے پیل سیہ مست دلاور
پامال کریں مورِ صفت ان کو وہ جا کر
لڑکا نہ مگر جانیو تو اس کو برادر
ڈرتے نہیں یہ اس سے جو ہو لاکھ پہ بھاری
اس قوم کا اک طفل ہے نو لاکھ پہ بھاری

www.emarsiya.com

۶۴

القصہ چلا اک پسرِ ازرقِ شامی
تھا سب میں بڑا اور سپہِ شام میں نامی
کہتا تھا کہ ہے مجھ پہ شجاعت کی تمامی
زیبا ہے جو رستم کرے دعوائے غلامی
تلوار مری چلتی ہے انبوہ کے اُوپر
دو ٹکڑے نہ ہوں رکھ دوں جو سر کوہ کے اوپر

۶۵

یوں لاف زناں جب کہ وہ ملعون نظر آیا
قاسمؑ نے بھی راہوار کو زانو میں دبایا
نیزے کو نکال دے کے جو غازی نے اٹھایا
بالکل ہنرِ دستِ حسنؑ سب کو دکھایا
دھیان آ گیا اک بار جو زورِ حسنیؑ پر
انسان تو کیا چرخ تھا نیزے کی انی پر

۶۶

اتنے میں پکارا پسرِ ازرقِ بدکار
ہشیار خبردار خبردار خبردار
ہاں ابنِ حسنؑ نیزہ کا کرتا ہوں میں اب وار
گر کوہ کے سینہ پہ لگاؤں تو یہ ہو پار
نیزہ نہیں اے ابنِ حسنؑ دستِ قضا ہے
ہنس کر کہا قاسمؑ نے کہ خطرہ ہمیں کیا ہے

۶۷

یہ سنتے ہی ملعون نے نیزہ کو اٹھایا
چمکا کے انی فرق پہ اک مرتبہ لایا
فرزندِ حسنؑ نے بھی ہنر اپنا دکھایا
نیزہ کو لیا نیزہ پہ پھر دھیان جو آیا
ثابت نہ ہوا یہ کہ وہ تھا بھی کہ نہیں تھا
نیزہ کہیں تھا آپ کہیں اسپ کہیں تھا

۶۸

تب دوسرا ازرق کا پسر سامنے آیا
لختِ دلِ شبّرؑ کو یہ رو رو کے سنایا
تو وہ ہے کہ بھائی کا مجھے داغ دکھایا
دیکھے گا کہ میں نے بھی ترا خون بہایا
دنیا سے کوئی دم میں مٹا دیتا ہوں تجھ کو
نیزہ پہ اسی طرح اٹھا لیتا ہوں تجھ کو

۶۹

اتنا کہا اور گرزِ گراں اس نے اٹھایا
اور گرز کے سر کو سرِ قاسمؑ پہ جھکایا
قاسمؑ نے ذرا گھوڑے کو ٹھکرا کے ہٹایا
خالی جو گیا وار تو وہ منھ کے بل آیا
تلوار جو غازی کی پڑی فرقِ لعیں پر
رستہ سے ہی دو ہو کے گرا روئے زمیں پر

۷۰

تب تیسرا بیٹا بھی مقابل ہوا آکر
سب جسمِ لعیں کانپتا تھا غصہ سے تھر تھر
شمشیر بکف اور کمرِ نحس میں خنجر
حملہ کیا آتے ہی دل و جانِ حسنؑ پر
قاسمؑ نے کہا اس کو بھی تلوار دکھا دو
چورنگ کیا گھوڑے کو راکب کو کیا دو

۷۱

جب تین پسر ہو گئے اس ناری کے فی النار
قاسمؑ سے مقابل ہوا چوتھا پسر اک بار
وہ گرز لیے ہاتھ میں تھا جنگ پہ تیار
پڑ جائے جو کہسار پہ ہو ٹکڑے وہ کہسار
اور چھوٹے گی ہاتھوں سے اگر ارض فلک جائے
اغلب ہے کمر گاوِ زمیں کی بھی لچک جائے

www.emarsiya.com

۷۲

اونچا کیا وہ ہاتھ اُسے سر سے اٹھا کر
چاہا کہ لگا دے سرِ قاسمؑ پہ وہ اکفر
فرزندِ حسنؑ نے کیا اپنا ہُنر اظہر
وہ گرز لیا ہاتھ میں اُوپر ہی سے اُوپر
کھینچا اُدھر اُس نے تو ادھر ابنِ حسنؑ نے
تحسین کی قاسمؑ کو شہنشاہِ زمن نے

۷۳

ازرق کے پسر نے کیا جب زور مکرر
قاسمؑ نے اِدھر چھوڑ دیا گرز کو ہنس کر
چھاتی پہ لگا دستۂ گرز آ کے جو یکسر
تب پشت کی جانب سے گرا رُوئے زمیں پر
قاسمؑ کا لگا نیزہ دلِ دشمنِ دیں پر
وہ نیزے میں چھد کر رہا اور نیزہ زمیں پر

۷۴

یہ دیکھ کے ازرق نہ رہا ہوش کے اندر
میداں میں چلا دیو کی صورت وہ بد اختر
تھا گرز کئی من کا دھرے دوش کے اوپر
کف مُنھ میں بھرا غصّہ سے اور ہاتھ میں خنجر
فرزند کے ماتم میں تھا جینے سے نراسا
کہتا تھا کہ میں خون کے قاسمؑ کا ہوں پیاسا

۷۵

یہ دیکھ کے گھبرا گئے حضرتِ شبیرؑ
کی جا کے درِ خیمہ پہ زینبؑ سے یہ تقریر
اب خلق سے قاسمؑ کی مٹی جاتی ہے تصویر
لڑنے کے لیے آتا ہے خود ازرقِ بے پیر
اب حال پہ قاسمؑ کے تو موقع ہے ترس کا
وہ دیو زبردست ہے یہ تیرہؑ برس کا

۷۶

اے بنتِ یداللہ کوئی تدبیر بتاؤ
ہاں دل کو مرے داغ سے قاسمؑ کے بچاؤ
لازم ہے کہ اب صحن میں خیمہ کے تم آؤ
سر کھول کے یہ خالقِ اکبر کو سناؤ
قاسمؑ کو نئے سر سے تو اب زیست عطا کر
بیوہ کے پسر سے تو نہ بیوہ کو جدا کر

۷۷

زینبؑ نے کہا رو کے میں اب کیا کروں بھیّا
واللہ کہ اس وقت میں کچھ بس نہیں چلتا
دُو بیٹوں میں میرے نہیں اب ایک بھی جیتا
کر دیتی فدا بھائی کے بیٹے پہ میں دُکھیا
واللہ کہ پیارا نہ کروں ابنِ حسنؑ سے
والی کو مرے کوئی بلا لائے وطن سے

۷۸

کوئی نہیں میں آپ تو موجود ہوں یا شاہ
کر ڈالیے قاسمؑ پہ فدا یا شہِ ذی جاہ
یہ سنتے ہی رونے لگا ابنِ اسد اللہ
گھبرا کے پھرے خیمہ سے میدان کی لی راہ
یاں آ کے جو دیکھا تو وہی حشر بپا ہے
نیزہ لیے ازرق بسرِ جنگ کھڑا ہے

۷۹

کیا دیکھتے ہیں اتنے میں کہ وہ سرورِ دلگیر
قاسمؑ پہ ہوا حملہ کناں ازرقِ بے پیر
قاسمؑ نے بھی نعرہ کیا یا حضرتِ شبیرؑ
اتنا کہا اور میان سے لی برق سی شمشیر
جوہر تھے یہ اس تیغ کے دشمن پہ جو چل جائے
تن ایک طرف سایۂ فلک سایہ سے جل جائے

www.emarsiya.com

۸۰

اللہ رے چالاکیِ ابنِ شہِ والا
فرمایا ہوا جاتا ہے کیوں بے صبر تو اتنا
معلوم ہوا تنگ ہے جینے سے تو اس جا
گھوڑے کا کھلا تنگ خبر کچھ نہیں اصلا
ازرق کی ابھی تھی نہ نظر تنگ پہ پہنچی
تلوار یہاں کاٹ کے سر تنگ پہ پہنچی

۸۱

غل صلِ علیٰ کا ہوا ہر سمت سے ناگاہ
عباسؑ نے فرمایا کہ اے ابنِ حسنؑ واہ
شاباش ہے اے لختِ دلِ ابنِ یداللہ
لاشیں شہدا ہو گئیں روشن صفتِ ماہ
اکبرؑ نے بھی قاسمؑ کے لیے حق سے دعا کی
شاہِ شہدا نے کہا رحمت ہے خدا کی

۸۲

جبریلؑ نے بوسہ دیا بازو پہ قضا را
روحِ حسنؑ پاک نے بھی آپ کو وارا
کہتے تھے علیؑ کیوں نہ ہو پوتا ہے ہمارا
شبیرؑ نے رو رو کے تجھی کو ہے پکارا
ہے قصد کہ منہ چوم کے گودی میں اٹھا لوں
پاس آ مرے پیارے تو کلیجہ سے لگا لوں

۸۳

روشن کیا کیا نامِ حسنؑ تم نے مری جان
ان چھوٹے سے ہاتھوں پہ میں قربان ہیں قربان
ہو آؤ درِ خیمہ کی ڈیوڑھی پہ تم اس آن
مادر کو تسلی دو کہ ہے سخت پریشان
اک دم نہ گئے اور تو مر جائے گی بیٹا
سر کھول کے میداں میں چلی آئے گی بیٹا

۸۴

القصہ چلا خیمہ کو شبیرؑ کا وہ پیارا
استادہ وہاں خیمہ پہ فضہ تھی قضا را
شبیرؑ نے رو رو کے کیا اس سے اشارا
جا مادرِ قاسمؑ کو خبر کر دے خدا را
کہنا کہ چلو بیبیوں کو ساتھ بلا لو
لو آتا ہے فرزند کلیجے سے لگا لو

۸۵

فضہ گئی اور جا کے کہا سب یہ مفصل
دروازے پہ خیمہ کے چلی آئی وہ بیکل
بیٹے کو گلے خوب لگایا غرض اول
پھر بولی بلا تم پہ جو آئی تھی گئی ٹل
جیتے ہوئے میدان سے پھر کر کدھر آئے
صدقے گئی ماں سچ کہو کیا صلح کر آئے

۸۶

شبیرؑ سے بس اب تو نہ ہووے گی لڑائی
اب تو نہ ستمگاروں کی ہووے گی چڑھائی
زینبؑ تو نہ اب رووے گی دے دے کے دُہائی
بس اب تو نہ شبیرؑ سے ہووے گی جدائی
اُجڑا ہوا پھر ہووے گا آباد مدینہ
سیلی تو نہ اب شمر کے کھائے گی سکینہؑ

۸۷

قاسمؑ نے کہا رو کے کہ اے مادرِ ذی شاں
عمو مجھے لے آئے ہیں اک دم کا ہوں مہماں
ہے دل کو یقیں اب جو گئے جانبِ میداں
ہو جائیں گے پامال بزیرِ سُمِ اسپاں
مشہور سخی تم تو بصد شان ہو اماں
اب دودھ بھی گر بخش دو احسان ہو اماں

www.emarsiya.com

۸۸

وہ بولی کہ تم شہؑ پہ فدا ہوتے ہو بیٹا
میں نے بھی تو رخصت کیا ہے عذر مجھے کیا
اب دودھ کے بخشانے کی رکھتے ہو تمنّا
میں نے تجھے بخشا مرے اللہ نے بخشا
اب آئیے تو خیر آئیے نہ اب آئیو واری
جنّت کو اسی راہ چلے جائیو واری

۸۹

یہ سن کے ہوئے قاسمؑ نوشاہ برآمد
تھا شور ہوا شیر بصد جاہ برآمد
اقلیمِ شجاعت کا ہوا شاہ برآمد
پردے سے ہوئی قدرتِ اللہ برآمد
خیمہ سے درِ فتح و ظفر کھول کے نکلے
تلوار کو دادا کی طرح تول کے نکلے

۹۰

اس شان سے گھوڑے کو اڑاتے ہوئے آئے
شانِ اسد اللہ دکھاتے ہوئے آئے
رعب اپنا دلیروں پہ بٹھاتے ہوئے آئے
دل فوج کا نعروں سے ہلاتے ہوئے آئے
اللہ ری آمد جگر و جانِ حسنؑ کی
دہشت سے زمیں اڑ کے ہوا ہو گئی رن کی

۹۱

نعرہ کیا تکبیر کا شبرؑ کے جگر نے
بوسے لیے ان چھوٹے سے ہاتھوں کے ظفر نے
جی چھوڑ دیا خوف سے افواجِ عمر نے
منہ سامنے سے پھیر لیا تیغ و سپر نے
اس جنگ سے حیرت تھی شجاعانِ عرب کو
جرأت اسد اللہ کی یاد آ گئی سب کو

۹۲

یہ سنتے ہی کڑکیت بڑھے فوجِ جفا سے
اشعارِ رجز پڑھنے لگے حُسنِ ادا سے
دل بڑھ گئے اعدا کے نقیبوں کی صدا سے
میدانِ وغا گونج گیا طبلِ وغا سے
دریا کی طرح فوج میں طوفاں نظر آیا
قرنا جو پھُنکی حشر کا ساماں نظر آیا

۹۳

نوشاہ نے دیکھا بغضب فوجِ جفا کو
گردان کیا آپ نے دامانِ قبا کو
اور کھینچ لیا تیغِ شہِ عقدہ کشا کو
زانو میں دبایا فرسِ رشکِ صبا کو
یاں باگ لی واں مورچے برہم نظر آئے
جو ہمدمِ رستم تھے وہ بے دم نظر آئے

۹۴

تھے وجد کے عالم میں ملک عرشِ علا کے
ہوتے تھے ہر اک ضرب پہ غل صلِّ علیٰ کے
چلے جوں ہی کرتے تھے یہ گھوڑے کو اٹھا کے
ہل جاتے تھے دہشت سے طبق ارض و سما کے
قربان تھے ملک زور پہ اس تشنہ دہن کے
میدانِ وغا ہاتھ تھا فرزندِ حسنؑ کے

۹۵

پھر اس کے سوا کچھ نہ لعینوں سے بن آئی
ہر چار طرف سے ہوئی فوجوں کی چڑھائی
اس چاند پہ بدلی سپہِ ظلم کی چھائی
نرغے میں گھرا سیّدِ عالم کا فدائی
تھا شور کہ ناشاد کرو تازہ دُلہن کو
ہاں چھوڑیو زندہ نہ جگر بندِ حسنؑ کو

www.emarsiya.com

۹۶
حملہ کیا سب فوج نے نوشاہ پہ مل کر
برسا دیا مینہ تیروں کا اس تشنہ دہن پر
در آئے کئی تیر دلِ پاک کے اندر
سرتا بقدم چُور ہوا دلبرِ شبّرؑ
روتے تھے ملک حال پہ اس تشنہ گلو کے
ہر زخم سے جاری ہوئے فوارے لہو کے

۹۷
تلوار لگائی کسی بے رحم نے ناگاہ
قربوس پہ تیورا کے جھکے قاسمؑ نوشاہ
شق ہو گیا سر اور لہو بہنے لگا آہ
نیزے کو بڑھاتا ان کے اک دشمنِ اللہ
ظالم نے عجب ظلم کیا زار و حزیں پر
اس ضرب سے وہ شیر گرا روئے زمیں پر

۹۸
اس ضعف میں یہ صدمۂ جانکاہ دُہائی
وہ ریگ وہ جانِ شہِ ذی جاہ دُہائی
وہ تیغیں وہ دلبندِ یداللہ دہائی
وہ دھوپ کڑی گرم ہوا آہ دہائی
کانٹے ہیں زباں میں عرقِ مرگ جبیں پر
دل تھام کے ہاتھوں سے تڑپتے ہیں زمیں پر

۹۹
اس کرب میں حضرت کو یہ آواز سنائی
ہے اے شہِ کونین دمِ عقدہ کشائی
آفت میں ہوں اے بادشہِ کرب و بلائی
خادم پہ ہے افواجِ ستم گر کی چڑھائی
ہلتی ہے زمیں راہ وہ چلتے ہیں ستمگر
جلد آئیے گھوڑوں سے کچلتے ہیں ستمگر

۱۰۰
اے قبلۂ حاجات! مدد کرنے کو آؤ
لاشے کو مرے گھوڑوں کی ٹاپوں سے بچاؤ
دم رکتا ہے انبوہ کو اعدا کے ہٹاؤ
مشتاقِ زیارت ہوں رُخِ پاک دکھاؤ
آنکھوں میں ہے دم لب پہ دمِ سرد ہے مولا
دل میں بھی کلیجے میں بھی اب درد ہے مولا

۱۰۱
پہنچی جو صدا کان میں حضرت کی یہ ناگاہ
تھرّا کے گرا خاک پہ فرزندِ یداللہ
رونے لگے دل تھام کے شاہنشہِ ذی جاہ
سر پیٹ کے فرمایا بڑا قہر ہوا آہ
فرزندِ حسنؑ خلق سے پیاسا گیا ہے ہے
بیوہ کی کمائی پہ زوال آ گیا ہے ہے

۱۰۲
روتے ہوئے میدان میں گئے سیّدِ ابرارؑ
دیکھا کہ ہیں گھیرے ہوئے لاشے کو ستمگار
اک ظالمِ بے رحم ہے کھینچے ہوئے تلوار
سر کاٹنے کے واسطے جلاّد ہے تیار
دُولہا پہ عجب ظلم و ستم کرتا ہے ظالم
سر قاسمؑ نوشہ کا قلم کرتا ہے ظالم

۱۰۳
یہ دیکھ کے بیتاب ہوئے سبطِ پیمبرؑ
غصّے سے بڑھے کھینچ کے شمشیرِ دو پیکر
اک ضرب میں ہاتھ اس کا گرا خاک پہ کٹ کر
بے ساختہ میدان سے بھاگا وہ ستمگر
حضرتؑ نے صدا دی کہ کہاں جائے گا ناری
کب ہاتھ سے میرے تو اماں پائے گا ناری

www.emarsiya.com

۱۰۴

کافر کے بچانے کے لیے آئے کچھ اسوار
فرزندِ ید اللہ سے چلنے لگی تلوار
ظالم ہوا فی النّار گریزاں ہوئے کفّار
ہل چل میں ہوا دُولھا پہ وہ صدمۂ آزار
پُرزے سمِ اسپاں سے بدن ہو گیا ہے ہے
پامال دل و جانِ حسنؑ ہو گیا ہے ہے

۱۰۵

لاشے سے لپٹ کر شہِ عالم یہ پکارے
کیا سوتے ہو اٹھو مرے دلبر مرے پیارے
کرتے نہیں اب نرگسی آنکھوں سے اشارے
مُرجھا گئے یہ پھول سے لب پیاس کے مارے
دنیا ہے پُر ارمان سفر کر گئے بیٹا
ہم جیتے رہے تم بھی سفر کر گئے بیٹا

۱۰۶

کیا بن گئی اے ابنِ حسنؑ وائے مصیبت
ٹکڑے ہوا تیغوں سے بدن وائے مصیبت
چپ ہو گئے اے غنچہ دہن وائے مصیبت
کس درجہ ہے رنج و محن وائے مصیبت
دیکھا کیے ہم حشر کا ساماں ہوا بیٹا
پامال ترا پیکرِ بے جاں ہوا بیٹا

۱۰۷

ہے ہے مرے جرّار مرے شیر دلاور
اے میرے بہادر مرے غازی مرے صفدر
اے میرے کلیجے مرے پیارے مرے دلبر
قرباں ترے لاشے کے میں بیکس و مضطر
دُولھا بنے دنیا سے سفر کر گئے بیٹا
ارمان نہ نکلا کوئی اور مر گئے بیٹا

۱۰۸

یاں لاش پہ روتا تھا یدُ اللہ کا پیارا
پہنچی یہ خبر ظلم کی خیمہ میں قضا را
لو صاحبو! نوشاہ زمانے سے سدھارا
غلطیدہ ہوا خون میں وہ عرش کا تارا
بیوہ جگرِ شاہِ زمن ہو گئی ہے ہے
ناشاد زمانے میں دلہن ہو گئی ہے ہے

۱۰۹

شادی میں غمی ہو گئی مسند کو اٹھاؤ
بنتِ شہِ کونین کو رنڈ سالہ پہناؤ
بنڑی کے رُخِ پاک سے سہرے کو بڑھاؤ
صندل کے عوض مانگ میں اب خاک لگاؤ
لاش آتی ہے میدان سے فرزندِ حسنؑ کی
نتھ چوڑیاں جلدی سے بڑھا ڈالو دلہن کی

۱۱۰

یہ سنتے ہی بیتاب ہوئی عترتِ اطہار
ماں قاسمؑ نوشہ کی گری خاک پہ اک بار
ناموسِ محمدؐ میں ہوئے حشر کے آثار
بیٹی کے قریں روتی گئی بانوئے ناچار
ساماں نظر آیا یہ اسے رنج و محن کا
دیکھا کہ عجب حال ہے گھونگھٹ میں دُلھن کا

۱۱۱

کبرا کو کلیجے سے لگا کر یہ پکاری
لُوٹی گئی ہے ہے مرے دُکھ درد کی ماری
کیا بیٹھی ہو سہرے کو بڑھا ڈالو میں واری
سر کھولنے کی لاش پہ اب آئی ہے باری
میدان میں مارا گیا نوشاہ تمھارا
ہے ہے نہ سزاوار ہوا بیاہ تمھارا

www.emarsiya.com

۱۱۲

تھا آلِ محمدؐ میں عجب طرح کا عالم
بچھڑے ہوئے ماں کو کہو کو چلاتی تھی بہم
آنسو نہیں تھمتے تھے یہ تھا بچوں کا عالم
سر پیٹتے تھے ننھے سے ہاتھوں سے بصد غم
بھائی کے قلق میں جو نہ خواہر کو کل آئی
قاسمؑ کی بہن خیمہ سے باہر نکل آئی

۱۱۳

ماں کہتی تھی قربان گئی خیمہ میں آؤ
نامحرموں میں کھولے ہوئے سر کو نہ جاؤ
وہ کہتی تھی اماں مجھے اس دم نہ بلاؤ
بھائی کی طرح مجھ سے بھی اب ہاتھ اٹھاؤ
صدقے تنِ مجروح پہ ہونے کو چلی ہوں
بھائی کے لیے جان کو کھونے کو چلی ہوں

۱۱۴

ناگاہ جو فضہ نے شہِ دیں کو پکارا
لے آئیے نوشہ کو خیمہ میں خدا را
فریاد کسی کو نہیں اب ضبط کا یارا
ڈیوڑھی پہ ہے کنبہ اسد اللہ کا سارا
سر کھولے ہوئے رن میں دلہن آتی ہے مولا
لاشے پہ برادر کے بہن آتی ہے مولا

۱۱۵

بیتاب ہوا سن کے ید اللہ کا جایا
اور گود میں داماد کے لاشے کو اٹھایا
گھوڑے پہ عجب حال سے میت کو لٹایا
آکر درِ خیمہ پہ رانڈوں کو سنایا
ملنے کے لیے آیا ہے نوشاہ دلہن سے
قاسمؑ کی برات آئی ہے اے بیبیو رن سے

۱۱۶

سب بیبیاں ڈیوڑھی کی طرف دوڑیں کھلے سر
گویا ہوئی ہر اک سے یہ نوشاہ کی مادر
اے لوگو! دلہن والوں سے کہہ دے کوئی جا کر
کیا بیٹھی ہو قاسمؑ کی برات آئی ہے در پر
میداں سے شہِ عقدہ کشا لائے ہیں ان کو
خود بیاہنے شاہِ دوسرا لائے ہیں ان کو

۱۱۷

رن سے مرے صفدر کی برات آئی ہے لوگو
لو بیکس و مضطر کی برات آئی ہے لوگو
لختِ دلِ شبرؑ کی برات آئی ہے لوگو
دیکھو مرے دلبر کی برات آئی ہے لوگو
دولھا کو لیے ساتھ بہم چھوٹے بڑے ہیں
پردہ کرو سلطانِ امم در پہ کھڑے ہیں

۱۱۸

لوگو مرے ناشاد کے ارمان نکالو
کس سمت ہیں نوشاہ کی بہنوں کو بلا لو
آنچل سرِ نوشہ پہ کہو آن کے ڈالو
مہمانوں کو باہم کرو بنڑی کو سنبھالو
جو بیاہ کی رسمیں ہوں وہ اس آن ہو لوگو
رخصت کا دلہن دولھا کے سامان ہو لوگو

۱۱۹

لاشہ لیے دولھا کا شاہِ بحر و بر آئے
ہمراہ کھلے سر حرمِ خستہ جگر آئے
اور اکبرؑ مظلوم بھی با دیدۂ تر آئے
یہ غل جو ہوا بچے بھی کھولے ہوئے سر آئے
اک حشر ہوا گھیر لیا رانڈوں نے آکر
شہؑ رونے لگے لاش کو مسند پہ لٹا کر

www.emarsiya.com

۱۲۰

حضرتؑ تو گئے خیمہ سے کرتے ہوئے زاری
ماں پیٹ کے نوشاہ کے لاشے پہ پکاری
اے چاند! تری چاند سی صورت پہ میں واری
پوشاکِ عروسی ہوئی تر خون میں ساری
جن ہاتھوں میں مہندی تھی وہ اب خون میں تر ہیں
لڑیاں کہیں سہرے کی اِدھر اور اُدھر ہیں

۱۲۱

کیا بن گئی تجھ پر مرے پیارے بنے قاسم
ہے ہے مرے دکھ درد کے مارے بنے قاسم
ہے ہے مرے پردے کے سہارے بنے قاسم
ارماں بھری دنیا سے سدھارے بنے قاسم
اے نورِ نظر! کس کی نظر کھا گئی تجھ کو
اس بیاہ کا ہونا تھا کہ موت آ گئی تجھ کو

۱۲۲

ہے ہے مری کوئی بھی تو حسرت نہ بر آئی
ہے ہے نہ قضا نے تری اولاد دکھائی
ٹکڑے ہوا کنگنا ہوئی پرزے یہ کلائی
ہے ہے یہ گھڑی مجھ کو مقدر نے دکھائی
شادی جو ہوئی گھیر لیا رنج و محن نے
ہے ہے ابھی گھونگھٹ بھی نہ الٹا تھا دلھن نے

۱۲۳

یہ کہہ کے ہوا جوشِ غم و رنج جو دل پر
گھبرا کے گئی پاس وہ غم دیدہ و مضطر
لے لے کے بلائیں کہا چھاتی سے لگا کر
لو آگ لگی مانگ میں برباد ہوا گھر
قربان گئی شرم کے پردے کو اٹھا دو
ہاں بَین کرو لاش پہ سہرے کو بڑھا دو

۱۲۴

فریاد تھا اس عمر میں بیوہ تجھے ہونا
ہے ہے یہ نیا بیاہ یہ منہ اشکوں سے دھونا
واری گئی اچھا نہیں یوں جان کا کھونا
ہاں چل کے وہاں روؤ جو منظور ہے رونا
ہے دل پہ قلق زیست کا نقشہ نہ بدل جائے
ڈر ہے مجھے گھٹ گھٹ کے کہیں دم نہ نکل جائے

۱۲۵

نتھ چوڑیاں اے بی بی بڑھانے کی گھڑی ہے
اب ضبط کہاں خاک اڑانے کی گھڑی ہے
لو راج لٹا اشک بہانے کی گھڑی ہے
بیہوش ہو کیوں اشک بہانے کی گھڑی ہے
ہونا تھا مصیبت زدہ بنڑی تھیں بن کر
ماتم کرو نوشاہ کا رنڈسالہ پہن کر

۱۲۶

بنڑی کو غرض لاش پہ نوشاہ کی لائے
تھامے کوئی بازو کوئی دامن کو اٹھائے
روتی ہوئی آتی تھی دلھن سر کو جھکائے
دشمن کو بھی اللہ یہ ساماں نہ دکھائے
روتا تھا ہر اک حال پہ اس رشکِ قمر کے
بے ساختہ ٹکڑے ہوئے جاتے تھے جگر کے

۱۲۷

سر کھولے ہوئے ساتھ تھیں سب بیبیاں باہم
اور بیچ میں اس بھیڑ کے بنتِ شہِ عالم
آنکھوں کو جھکائے ہوئے گردن کو کیے خم
نے سر کی خبر پاؤں کا نہ ہوش تھا اس دم
رخ زرد تھا صدمہ تھا عجب جانِ حزیں پر
رکھتی تھی کہیں پاؤں تو پڑتا تھا کہیں پر

www.emarsiya.com

۱۲۸

لا کر اُسے اس لاش کے پہلو میں بٹھایا
وہ بَین کیے ماں نے کہ منہ کو جگر آیا
یُوں لاشۂ نوشاہ کو رو رو کے سنایا
صدقے گئی سب کنبہ کا رونا تمھیں بھایا
لو بنتِ شہنشاہِ زمن آئی ہے بیٹا!
کیا سوتے ہو رخصت کو دُلھن آئی ہے بیٹا!

۱۲۹

کیا غش میں ہو ہشیار ہو صدقے گئی مادر
اُٹھو کہ دُلھن آئی ہے لاشے پہ کُھلے سر
دیکھو تو رُخِ پاک سے چادر کو اٹھا کر
یہ کون ہے پہلو میں تڑپتا مِرے دلبر
کیا حال ہے آواز سناتے نہیں بیٹا!
روتی ہے دُلھن ہوش میں آتے نہیں بیٹا!

۱۳۰

بنڑی کو جو نوشاہ کا لاشہ نظر آیا
کی آہ وہ پُر درد کہ منہ کو جگر آیا
طاقت نہ رہی ضبط کی دل غم سے بھر آیا
اک نشترِ غم تھا کہ کلیجہ میں در آیا
سر کھول دیا لاشے پہ گھونگھٹ کو اُلٹ کر
غش ہو گئی نوشاہ کے قدموں سے لپٹ کر

۱۳۱

ہوش آیا تو سر پیٹ کے ہاتھوں سے پکاری
ہے ہے مِرے والی تری غربت کے میں واری
تنہا نہ سفر کیجیے اے عاشقِ باری
منگوائیے مجھ کشتۂ غم کی بھی سواری
منزل کا پتہ تو کہیں دیتے ہوئے جاؤ
جاتے ہو جہاں مجھ کو بھی لیتے ہوئے جاؤ

۱۳۲

کس سے یہ کہوں آہ مقدر کی برائی
تم مر گئے اور ہائے مری موت نہ آئی
نوشاہ پہ میداں میں گھٹا ظلم کی چھائی
لوٹا ہے مرا راج دُہائی ہے دُہائی
پیغامِ فراق آ کے اجل کہہ گئی صاحب
میں پیٹنے رونے کے لیے رہ گئی صاحب

۱۳۳

پردیس میں مایوس مجھے کر گئے ہے ہے
والی مِرے تنہا لبِ کوثر گئے ہے ہے
صاحب مجھے یاں چھوڑ کے کس پر گئے ہے ہے
رخصت دمِ آخر نہ ہوئی مر گئے ہے ہے
زندہ نہ ملے آ کے مجھ آوارہ وطن سے
آئے بھی تو یوں خوں میں نہائے ہوئے رن سے

۱۳۴

اس ذکر سے بیبیوں نے عجب شور مچایا
رنڈسالہ دلھن کے لیے جو اتنے میں آیا
زینبؑ نے اُسے کانپتے ہاتھوں سے اٹھایا
رو رو کے یہ بانوئے شہِ دیں نے سنایا
بی بی الم و غم میں تمھیں صبر خدا دے
کہہ دو کوئی رنڈسالہ اسے آ کے پہنا دے

۱۳۵

رو کر یہ پکاری کہ یہ کیا کرتی ہو ارشاد
کب ہوش میں اپنے ہوں ہیں غمدیدہ و ناشاد
کن آنکھوں سے دیکھوں یہ غم و رنج کی روداد
قابو میں مِرا دل نہیں فریاد ہے فریاد
صدقے گئی تجویز ہو جو مجھ سے نہ پوچھو
جو بن پڑے تم سے وہ کرو مجھ سے نہ پوچھو

www.emarsiya.com

۱۳۶

القصہ کہ رنڈسالہ پہنانے لگی کوئی
پوشاکِ شہانی وہ بڑھانے لگی کوئی
افشاں جبیں پر سے چھڑانے لگی کوئی
اور پھیر کے منہ اشک بہانے لگی کوئی
اک حشر ہوا بیبیوں نے سینہ زنی کی
یہ دیکھ کے حالت ہوئی تغییر بنی کی

۱۳۷

بیوہ ہوئی افسوس وُہ دُکھ درد کی ماری
مُنہ ڈھانپ کے سب کرنے لگے گریہ وزاری
ماں لاشۂ قاسمؑ سے لپٹ کر یہ پکاری
دیکھو تو ذرا کھول کے آنکھوں کو میں واری
صدمہ ہے عجب دخترِ سلطانِ زمن کو
اے لال پہنایا گیا رنڈسالہ دُلھن کو

۱۳۸

خاموش انیسؔ اب کہ عجب حشر بپا ہے
یہ وقتِ مناجات ہے ہنگامِ دعا ہے
کر عرض خدا سے کہ یہ انصاف کی جا ہے
یارب ترے بندوں پہ عجب جور و جفا ہے
دے اوجِ ترقی غمِ فرزندِ نبیؐ کو
کر شاد محبانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کو